بانکے بہاری لال
کلوہ (تھانہ)

ایک استادِ گرامی کی یاد

خاقانی شیروانی۔۔۔۔ محمود شیرانی۔۔۔۔ میرے دورۂ دانشجوئی کی لازم و ملزوم شخصیتیں ۔ خاطرات ماضی کا ایک ناقابل فراموش باب، جو اَب گویا خواب شیرینِ محض بن کر رہ گیا ہے۔

انسان کی زندگی میں مادر وطن کے بعد، درس گاہ بھی مادری حیثیت سے کمتر اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ اور درسگاہ بھی کیا درسگاہ دانشگاہِ پنجاب، لاہور۔

ع زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا۔

تقریباً پچاس سال گزرنے کے بعد بھی جب کبھی یہ یاد تازہ ہوتی ہے۔ تصور ہی نہیں واقعۃً ایسا محسوس ہوتا ہے۔ کہ میں لاہور کی انھیں گلیوں اور سڑکوں سے گزر رہا ہوں جو میرے گھر سے قریب، شہر کی فصیل سے باہر نکل کر اورینٹل کالج جا پہنچتی تھیں۔ جہاں اور خوش نصیب شاگردوں کے ہمراہ مجھے بھی دو سال شادروان شیرانی صاحب کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا۔

خاقانی، فارسی سخنوری کے اس ماحول اور زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔ جب قصیدہ گوئی معراج سخن مانی جاتی تھی۔ قصیدے کو بحیثیت ایک صنفِ شعر حتی المقدور شعریت کی بلندیوں تک پہنچانے میں خاقانی نے جو لفظی اور معنوی جولانیاں دکھائی ہیں۔ وہ فارسی ادب کے دلدادگان سے کہیں زیادہ ان طالب علموں پر بخوبی واضح ہیں جو یونیورسٹی سے۔ ایم۔ اے۔ فارسی کی ڈگری حاصل کرنے میں مصروف رہے ہوں۔

اس تگ و دو میں جس مردِ میدان نے برسوں فارسی کے حق میں بے مثال استادی

کی داد دی - جس نے خاقانی جیسے مشکل گو شاعر کے استعاروں اور تلمیحوں کی گرہ کشائی کی جس نے ان پُرپیچ و تاب وادیوں میں نوواردین کی رہنمائی کی - وہ تھے - آنجہانی محمود شیرانی ، عظیم شخصیت کے مالک -

میرے ہمدرسوں کی صف میں مجھے ایک خاص انفرادی موقع بھی ملا - جناب شیرانی صاحب سے فیضیاب ہونے کا - ایم - اے کے امتحان کے لئے میں ایک مقالہ لکھ رہا تھا - محمد علی صائب کی زندگی اور شاعری کے موضوع پر -

اس سلسلے میں جناب شیرانی نے میری حوصلہ افزائی کی اور زہے قسمت ، ان کے اپنے شخصی کتاب خانے میں دیوانِ صائب کا قلمی نسخہ بھی تھا - جو صائب کے اپنے زمانے میں ہی ترتیب دیا گیا تھا -

شیرانی صاحب نے یہ نسخہ مطالعہ کے لئے مرحمت فرمایا - جو مقالہ نویسی میں میرے لئے بہت مفید ثابت ہوا -

شیرانی صاحب کا مقام فارسی کے متبحر استادوں کی صف میں زندۂ جاوید رہے گا - ان کی لگن ، محنت ، فرض شناسی اور شاگردوں سے پُرمحبت رویّہ ہمارے دلوں میں ہمیشہ برقرار رہے گا -